اجراء = ۲۴/۵/۱۴۴۲ھ
وصول = ۳/۵/۱۴۴۲ھ

(5591)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں مضمون ادھار پر چیز بیچنا مثلا بائیک یا موبائل وغیرہ آیا اس پر کتنا منافع رکھنا جائز ھے 5 فیصد ماہانہ 6 فیصد 7 یا 8 فیصد اور منافع سب کیلئے ایک ہی ہو یا مختلف ہو اگر ایک ہی رکھتے ہیں اا لگ الگ رکھتے تو اسکا کیا حکم ھے نیز یہ بھی بتائیں کہ ایڈوانس کی مد میں کسی سے 30 فیصد اور کسی سے 40 فیصد رقم لیتے ہیں؟

مستفتی: عبد اللہ مری

واٹس ایپ

01[redacted]

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں مضمون ادھار پر چیز بیچنا مثلاً بائیک یا موبائل وغیرہ: آیا اس پر کتنا منافع رکھنا جائز ہے 5 فیصد ماہانہ 6 فیصد 7 یا 8 فیصد اور منافع سب کے لیے ایک ہی ہو یا مختلف ہو اگر ایک ہی رکھتے ہیں یا الگ الگ تو اس کا کیا حکم ہے نیز یہ بھی بتائیں کہ ایڈوانس کی مد میں کسی سے 30 فیصد اور کسی سے 40 فیصد رقم لیتے ہیں؟

مستفتی: عبد اللہ مری

[redacted]☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

**الجواب حامداً ومصلیاً**

واضح رہے کہ موبائل، بائیک وغیرہ کی قسطوں پر خرید وفروخت کرنا شرعاً جائز ہے لیکن اس میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(1) معاملہ کرتے وقت ہی قیمت متعین کرنا ضروری ہے اس لیے اگر قیمت متعین کئے بغیر جدا ہو گئے تو معاملہ درست نہ ہو گا (2) ہر قسط پر ادا کی جانے والی رقم متعین ہو، نیز یہ تمام قسطیں کتنی مدت میں ادا کرنی ہوں گی اس کو بھی متعین کرنا ضروری ہے (3) اگر متعین مدت تک قسطیں کسی وجہ سے ادا نہ کی جا سکیں تو طے شدہ رقم میں اضافہ کی کوئی شرط نہ ہو مثلاً ایک مہینے کی قسط ادا نہ کی جا سکے تو طے شدہ رقم میں ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا جائے گا۔(ماخوذ از تبویب 133/12)

لہذا مندرجہ بالا شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے صورت مسئولہ میں موبائل وغیرہ قسطوں پر فروخت کرنے کی صورت میں کسی سے ایڈوانس 30 فیصد اور کسی سے 40 فیصد رقم لینا شرعاً درست ہے، اسی طرح متعینہ قسط ادا کرنے پر کسی کے لیے کم اور کسی کے لیے زیادہ رقم مقرر کرنا بھی جائز ہے اور منافع لینے میں فروخت کرنے والے کو اختیار ہے البتہ بہت زیادہ نفع رکھنا جو عام بازاری ریٹ سے اوپر ہو مناسب نہیں۔

**کما فی الدر المختار مع رد المحتار (531/4) مط: سعید**

(وصح بثمن حال) وهو الأصل (ومؤجل إلى معلوم) لئلا يفضي إلى النزاع -.(قوله: وهو الأصل)؛ لأن الحلول مقتضى العقد وموجبه والأجل لا يثبت إلا بالشرط بحر عن السراج (قوله: لئلا يفضي إلى النزاع) تعليل لاشتراط كون الأجل معلوما؛ لأن علمه لا يفضي إلى النزاع، وأما مفهوم الشرط المذكور وهو أنه لا يصح إذا كان الأجل مجهولا فعلته كونه يفضي إلى النزاع فافهم.

دار الافتاء

**وفی بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة (1/1) مط: معارف القرآن**

البیع بالتقسیط بیع بثمن مؤجل یدفع البائع فی اقساط متفق علیها فیدفع البائع البضاعة المبیعة الی المشتری حالة ویدفع المشتری الثمن فی اقساط مؤجلة وان اسم (البیع التقسیط) یشمل کل بیع بهذه الصفة، سواء کان الثمن المتفق علیه مساویا لسعر السوق او اکثر منه او اقل ولکن المعلل به فی الغالب ان الثمن فی (البیع التقسیط) یکون اکثر من سعر تلک البضاعة فی السوق.... اما الائمة الاربعة وجمهور الفقهاء والمحدثین، فقد اجازوا البیع المؤجل باکثر من سعر النقد، بشرط ان یبت العاقدان بانه بیع مؤجل باجل معلوم وبثمن متفق علیه عند العقد، فاما اذا قال البائع: ابیعک نقدا بکذا ونسیئة بکذا وافترقا علی ذلک دون ان یتفقا علی تحدید واحد من السعرین، فان مثل هذا البیع لا یجوز ولکن اذا عین العاقدان احد الشقین فی مجلس العقد، فالبیع جائز

**وفی فقه البیوع (1/545-539) مط: معارف القرآن**

وکما یجوز ضرب الاجل لاداء الثمن دفعة واحدة کذالک یجوز ان یکون اداء الثمن باقساط بشرط ان تکون آجال الاقساط ومبالغها معینة عند العقد...وان زاد الثمن من اجل الاجل وان کان جائزاً عند بدایة العقد ولکن لا تجوز الزیادة عند التخلف فی الاداء، فانه رباً فی معنی اتقضی ام تربی وذلک لان الاجل وان کان منظوراً عند تعیین الثمن فی بدایة العقد ولکن لما تعین الثمن، فان کله مقابل للمبیع ولیس مقابلا للاجل ولذلک لا یجوز ضع وتعجل کما سیأتی تفصیله ان شاء الله تعالی، اما اذا زید فی الثمن عند التخلف فی الاداء فهو مقابل للاجل مباشرة لا غیر وهو الربا.

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

**عمر دراز** بن میر سلام عفا اللہ عنہما

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

۲۹/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۴۲ھ

14/ جنوری/ 2021ء

**الجواب صحیح**

محمد یونس

بندہ **محمد یونس** لغاری عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

۲۹/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح

احسان اللہ عفا اللہ عنہ

۱۴۴۲/۵/۲۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ سلیم عفا اللہ عنہ

۱۴۴۲/۵/۲۹ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۱۶۹/ح

مؤرخہ ۱۴۴۲/۶/۳ھ

16/1/2021

جامعہ اشرف المدارس کراچی